QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

مولانا حمد اللہ جان ڈاگئ: علمی، اصلاحی وسیاسی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ

Maulana Hamdullah Jan Dagai (RA): A Shining Beacon of Knowledge and Leadership — An Analytical Study of His Scholarly, Reformative, and Political Contributions

Bahrul Amin
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan.
Email: bamin5812@gmail.com
Dr. Muhammad Zubair
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan.
Email:zubair@awkum.edu.pk

Abstract
Maulana Hamdullah Jan Dagai (رحمہ اللہ) was a radiant figure whose multifaceted contributions in the fields of knowledge, reform, and politics earned him a distinct place in the hearts of the Muslim Ummah. He stood as a beacon of light for seekers of knowledge, a passionate reformer of society, and a symbol of integrity and wisdom in religious-political leadership. Every aspect of his life serves as a living classroom—not just for scholars but for the general public as well. This article presents an analytical study of Maulana Hamdullah Jan's biography, scholarly depth, reformative efforts, and political insight. It aims to offer future generations a clear view of his legacy and a guiding framework rooted in his thought and character. His intellectual stature, commitment to religious outreach, and principled leadership serve as a timeless model for Islamic scholars and reformers.

***Keywords**: Maulana Hamdullah Jan Dagai, Islamic Scholarship, Religious Reform, Political Leadership, Biography, Deobandi Tradition, Islamic Thought, Religious Education, Pakistani Ulama, Islamic Legacy.*

تعارف: مولانا حمد اللہ جان ڈاگئؒ ایک ایسی درخشندہ شخصیت تھے جنھوں نے علمی، اصلاحی اور سیاسی میدانوں میں اپنی ہمہ گیر خدمات کے ذریعے امت مسلمہ کے دلوں میں ایک منفرد مقام پیدا کیا۔ وہ علم کے متلاشیوں کے لیے مینارِ نور، اصلاحِ معاشرہ کے داعی اور سیاست میں دیانت وبصیرت کا استعارہ تھے۔ان کی زندگی کا ہر پہلو ایک مکمل درسگاہ کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے نہ صرف علما بلکہ عوام الناس بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

یہ آرٹیکل مولانا حمد اللہ جانؒ کی سوانح عمری، علمی گہرائی، اصلاحی جدوجہد اور سیاسی حکمت عملی پر ایک تجزیاتی نگاہ ڈالتا ہے، تاکہ آئندہ نسلیں ان کے نقوشِ قدم سے استفادہ کر سکیں اور ان کی فکر و کردار کو مشعلِ راہ بنا سکیں۔ان کا علمی وقار، تبلیغی فہم، اور قومی سطح پر دینی قیادت کا انداز آنے والے علما کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

مبحث اول: سوانح عمری

حضرت مولنا حمداللہ جان باباجیؒ کا ذاتی نام "حمداللہ" ہے جوکہ اس کے والد محترم تلمیذ شیخ الھند مولانا عبدالحکیم ؒ نے رکھا تھا۔حضرت باباجیؒ علاقے کے عوام میں "حمداللہ مولوی صیب"کے نام سے ،اپنے شاگردوں میں "شیخ صاحب"کے نام سے ،اپنے خاندان کے لوگوں میں "داجی "کے نام سے اورگاؤں اور محلے کے لوگوں میں "ماماجی "کے نام سے یادکئے جاتے ہیں۔آخر عمرمیں حضرت کا غالب نام "ڈاگئی باباجی"سے مشہور ہواہے۔حضرت باباجیؒ خطوط میں اپنے نام مبارک کے ساتھ "الداجوی"یا"المظاہری"لکھتے تھے۔داجوی ان کے گاؤں ڈاگئی جوکہ عربی میں داجئی لکھاجاتاہے کونسبت ہے اورمظاہری ان کی مادر علمی مظاہرالعلوم سہارنپور[1]کی طرف نسبت ہے اوراسی نسبت سے حضرت نے اپنے قائم کردہ دارالعلوم کانام "مظہرالعلوم "رکھاہے اوراسی نسبت سے اپنے ایک نواسے کانام بھی مظہر رکھتاہے۔[2]

تاریخ ولادت اورنسب:

مولانا حمداللہ خان داجوی بن مولانا عبدالحکیم بن مولانا رحمت اللہ 1332ھ بمطابق 1914ء کو موضع ڈاگئی تحصیل رزڑ ضلع صوابی میں پیدا ہوئے۔آپ کی چار بہنیں اور ایک بھائی تھا جس کا نام عبدالحلیم تھا۔بھائی بچپن میں وفات پاگئے تھے۔آپ ابھی چھوٹے تھے کہ آپ کے والد فات پاگئے،اس لیے آپ کی تربیت قاضی امان اللہ نے کی۔آپ نے حافظ نوار خان سے ناظرہ قرآن مجید پڑھی۔

حضرت ڈاگئی باباجیؒ کاخاندان ایک علمی خاندان ہے۔ان کے والد محترم مولانا عبدالحکیم صاحب ؒاورچچامولانا محمد صدیق صاحبؒ، حضرت مولانا انوشاہ کشمیریؒ کے ہم درس اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن ؒ کے شاگرد تھے۔دونوں حضرات اپنے دوراورعلاقے میں جیدعلماء کے طورپرمانے اورجانے جاتے تھے۔حضرت ڈاگئی باباجی ؒکے والد محترم مولانا عبدالحکیم صاحب ؒعالم دین کے ساتھ ساتھ زمیندار بھی تھے وہ خودکھیتی باڑی کرتے ،ہل چلاتے ہوئے ان کے ساتھ دینی مدرسے کے شاگرد بھی ہوتے۔ایک شاگردکے پاس درسی کتاب ہوتی وہ پڑھتے اورمولانا عبدالحکیم صاحب ؒاس جملے کے حوالے سے تفصیلی وضاحت فرماتے۔اس کے علاوہ حضرت ڈاگئی باباجیؒ کے بہنوئی قاضی امان اللہ صاحب ؒاپنے دورکے جیدعالم دین اورعلاقے کے قاضی بھی تھے حضرت قاضی صاحب کے اولاد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عنایت اللہ

[1]سہارنپور، بھارت کے ریاست اتر پردیش کا ایک اہم شہر ہے جو دہلی سے تقریباً 130 کلومیٹر شمال مشرق میں واقع ہے۔یہ شہر تاریخی اور ثقافتی لحاظ سے معروف ہے اور یہاں کی قدیم عمارات، مساجد، اور مدارس اس کی تاریخی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔سہارنپور کی صنعتیں بھی مشہور ہیں، خاص طور پر لکڑی کی نقاشی اور دستی کاری کی مصنوعات، جو یہاں کی معیشت کا اہم حصہ ہیں۔شہر کی جامع مسجد اور دیگر مذہبی مقامات اسے ایک روحانی اور ثقافتی مرکز بھی بناتے ہیں، اور یہاں کی تعلیم و تدریس کی روایت نے اسے علمی اور دینی حلقوں میں بھی ممتاز مقام عطا کیا ہے۔(https://ur.wikipedia.org/wiki/)

[2]مولانا شمس الحق ناصر، **میرے استاد محترم شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولانا حمداللہ جان**، ص:25

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

صاحب ؒاورحافظ کفایت اللہ صاحب ؒجوکہ حضرت باباجیؒ کے بھانجے تھے مانے ہوئے مدرسین اورقابل شخصیات تھے ۔بڑے حضرت شیخ الحدیث حضرت مولاناعنایت اللہ صاحب ؒتوحضرت باباجی ؒکے ہاں دارالعلوم مظہرالعلوم میں دورہ صغریٰ پڑھاتے تھے جبکہ چھوٹے حضرت حافظ کفایت اللہ صاحب ؒاپنے بیٹھک میں طلباء دین متین کودرس دیتے تھے تاہم صدافسوس کہ اب ان حضرات کے نسبی اولادمیں کوئی عالم دین نہیں۔

مولاناحافظ کفایت اللہ صاحب کے بقول حضرت ڈاگئی باباجی ؒکے والدمحترم اورچچابزرگوار شیخ الادب مولانااعزازعلی ؒصاحب کے بھی ہم درس تھے ان کوجب کوئی مولانااعزازعلی ؒیامولاناعبدالحئی لکھنوی ؒکی کتاب کاحوالہ دیتے توفرماتے کہ اگرآپ مولاناعبدالحئی جیسے فراغت مجھے دے توپھرمیری تصانیف دیکھئے اورمولاناعبدالحئی کومیری زمینداری کی ہل دے کران کاتماشہ کرتے۔[3]

جدامجد

حضرت ڈاگئی باباجی ؒکے جدامجد بھی بڑے پائے کے عالم دین تھے ان کے اسم مبارک ''مولانارحمت اللہ '' تھے۔حضرت ڈاگئی باباجی صاحب ؒاپنے مشہورکتاب''البصائرللمنکرالتوسل باھل المقابر''میں اپنے تعارف ایسے الفاظ سے فرمایاہے''العبدالمفتقرالی اللہ القوی حمداللہ الداجوی مسکناًالحنفی مذھباًالقادری مشرباًالمظاھری تلمذاًابن فھامۃ زمانہ وعلامۃ اوانہ مولاناعبدالحکیم ابن مولانارحمت اللہ غفراللہ لھماورحمھمارحمۃ واسعۃ۔[4]

حضرت ڈاگئی باباجی ؒنے تذکرہ حضرات شیخین میں شیخ الحدیث مولانافضل الٰھی ؒ[5]اورشیخ الحدیث مولاناشمس الہادی ؒ[6] کے

---

[3]محمد قاسم، عظیم زئی ادینوی،تذکرہ علماء رزڑ(ادینہ : دارالقرآن والسنۃ، سلطان آباد،ادینہ ، صوابی، طبع اول: جمادی الثانی:1445ھ،دسمبر2023ء)ص:45

[4]مولاناحمداللہ جان داجوی،**البصائر للمنکرالتوسل باھل المقابر**،ص:25

[5]مولانا فضل الٰہی شاہ منصور علاقے کے ایک ممتاز عالم دین اور بزرگ تھے جنہوں نے اپنے علم، تقویٰ اور روحانیت کے ذریعے لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کیا۔آپ کی شخصیت نہ صرف دینی بلکہ سماجی و تعلیمی سطح پر بھی گہرے اثرات کی حامل تھی۔آپ نے اپنی زندگی کو دین اسلام کی خدمت اور لوگوں کی اصلاح کے لیے وقف کر دیا، اور آپ کے درس و تدریس کا سلسلہ دور دور تک مشہور ہوا۔ مولانا فضل الٰہی کو ان کی روحانی بصیرت اور علم کی وجہ سے علاقے میں بہت عزت و احترام حاصل تھا۔(ضیاء اللہ جدون،**تاریخ صوابی**،ص:138)

[6]مولانا شمس الہادی شاہ منصور بھی ایک جید عالم دین تھے جنہوں نے دینی تعلیمات کے فروغ اور اصلاحِ احوالِ امت کے لیے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔آپ کی علمی مہارت اور دینی فہم نے آپ کو ایک منفرد مقام دلایا۔مولانا شمس الہادی نے طلبہ کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کیا اور اپنی زندگی کو دین کے علوم کی اشاعت کے لیے وقف کیا۔ان کی شخصیت کو تقویٰ، علم اور روحانیت کا مجسمہ قرار دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے علاقے کے لوگوں میں ان کا احترام بہت زیادہ تھا۔(ایضاً)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

والدبزرگوار مولانا محمد سرورؒ اوران کے قریبی رشتہ دار شیخ الحدیث مولانا عبدالرازقؒ اور مولوی محمد فاضلؒ کو اپنے والد محترم مولانا عبدالحکیمؒ اور چچا حضرت مولانا محمد صدیقؒ کے شاگرد بتائے ہیں اور لکھا ہے کہ ہمارے والد بزرگوار شیخ الہند مولنا محمود الحسنؒ[7] کے شاگرد اور مولانا شاہ انور شاہ کشمیریؒ[8] کے ہم درس تھے۔ایک مرتبہ حضرت ڈاگئی باباجیؒ نے دارالعلوم مظاہر العلوم کے سالانہ ختم بخاری کے تقریب میں (جس میں اکابرین امت اورزعمائے قوم تشریف فرماتھے) روتے ہوئے فرمایاکہ ڈاگئی آج سے نہیں قدیم زمانہ سے علم کامرکز رہاہے اورفرمایاکہ ایک شاگرد نے خواب میں دیکھاہے کہ میرے استادمحترم برکۃ العصر،ریحانۃ الھند،شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ[9] یہاں آکر بیٹھے ہیں۔[10]

بچپن اور ابتدائی تعلیم

بچپن میں پرندوں کے اچھے شکاری اورمانے ہوئے نشانہ بازرہے بچپن میں اپنے عظیم والد کے سایہ میں رہے۔حضرت کے والد محترمؒ امامت کے ساتھ ساتھ زمینداری بھی کرتے تھے اورحضرت کو نماز کاسبق بھی پڑھاتے تھے۔والد محترمؒ کی

[7]شیخ الہند مولانا محمود الحسن (1920-1851) برصغیر پاک و ہند کے مشہور عالم دین، مجاہد آزادی، اور دارالعلوم دیوبند کے اولین شاگردوں میں سے تھے۔آپ نے اپنے اساتذہ، خصوصاً مولانا محمد قاسم نانوتوی، سے کسبِ فیض کیا اور دارالعلوم دیوبند کے مدرس اور بعد میں صدر المدرسین بنے۔شیخ الہند نے برطانوی سامراج کے خلاف جدوجہد کی اور تحریک ریشمی رومال جیسے انقلابی منصوبے کی قیادت کی، جس کی وجہ سے انہیں گرفتار کیا گیا اور مالٹا میں قید کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔آپ کی علمی اور سیاسی خدمات نے برصغیر کے مسلمانوں میں آزادی کی تڑپ پیدا کی، اور آپ کو "شیخ الہند" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔(محمد میاں دیوبندی، **علماء حق اوران کے مجاہدانہ کارنامے**(نئی دہلی:الجمعیۃ بک ڈپو)ص:287)

[8]مولانا انور شاہ کشمیری (1875-1933) برصغیر کے نامور عالم دین اور محدث تھے، جن کا تعلق کشمیر کے ایک علمی گھرانے سے تھا۔آپ نے دارالعلوم دیوبند سے تعلیم حاصل کی اور وہیں طویل عرصے تک تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔مولانا انور شاہ کشمیری کو احادیث، فقہ اور تفسیر میں غیر معمولی مہارت حاصل تھی، اور آپ کی تحریریں علمی دنیا میں بے حد مقبول ہوئیں۔ان کی اہم تصانیف میں "فیض الباری" (صحیح بخاری کی شرح) اور دیگر علمی کتابیں شامل ہیں۔ان کے علمی مقام کا اعتراف برصغیر کے بڑے بڑے علمائے کرام نے کیا، اور آپ کو "شیخ الحدیث" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔(محمد ادریس نعیمی، **مولاناانور شاہ کشمیر:حیات وخدمات**، ص:172)

[9]شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی (1898-1982) برصغیر پاک و ہند کے ممتاز عالم دین، محدث اور مصنف تھے۔آپ کا تعلق کاندھلہ کے ایک علمی گھرانے سے تھا اور آپ دیوبندی مکتب فکر سے وابستہ تھے۔مولانا زکریا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا یحییٰ کاندھلوی سے حاصل کی اور بعد ازاں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ احادیث کی تدریس میں گزرا، اور آپ کو "فضائل اعمال" اور "اوجز المسالک" جیسی کتب کی تصنیف کا شرف حاصل ہوا۔مولانا زکریا کاندھلوی کی تبلیغی جماعت کے ساتھ وابستگی نے ان کی شہرت کو عالمی سطح پر پھیلایا، اور انہیں عالم اسلام میں نمایاں مقام حاصل ہوا۔(مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری، **سوانح عمری مولانا محمد زکریاکاندھلوی**(کراچی:معہد الخلیل)ص:23)

[10]مولانا شمس الحق ناصر، **میرے استاد محترم شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولانا حمد اللہ جانؒ**(یار حسین:شمسی دواخانہ گھڑی لار،فروری:2021ء)ص:23

رحلت کے بعداپنے بہنوئی قاضی امان اللہ جوکہ ان سے بڑے تھے کے زیرتربیت رہے۔[11]

ابتدائی تعلیم

حضرت باباجیؒ نے پانچویں جماعت تک تعلیم اپنے گاؤں کے قریب گورنمنٹ مڈل سکول یارحیسن سے حاصل کی اوراس کے بعددینی علوم کی طرف راغب ہوئے۔ ڈاگئی میں پرائمری سکول میں صرف چہارم تھی اس میں یارحسین[12] کے برکت شاہ ان کے استادتھے۔ اس کے بڑے بھائی محمدشاہ مشہورحکیم تھے اس کے بعدجماعت پنجم کیلئے یارحسین مڈل سکول جس میں ہیڈماسٹر فضل ربی استاد تھے پھران کاتبادلہ ہوا۔اس کے بعدموضع کالاکے محمدکمال استادہیڈماسٹرہوئے۔دیگراساتذہ میں یارحسین کے مجیداللہ ،عبدالحکیم ،اورایک سرفراز تھے جس نے فقط اول جماعت پڑھاتھااوروہی اول جماعت پڑھاتے تھے۔[13]

ابتدائی اساتذہ وکتب

ابتدائی کتب اپنے بہنوئی قاضی علاقہ قاضی امان اللہ صاحب سے پڑھیں۔ قاضی امان اللہ صاحب نے ان ہی کے بزرگوں سے علم حاصل کی تھی۔ان کے بزرگ وفات ہوئے اور قاضی صاحب فارغ التحصیل ہوئے تھے۔ اس لئے علماء کرام نے فیصلہ کیاکہ وہ یہاں رہیں گے۔مولاناحمداللہ جانؒ نے ان کے ساتھ شرح ملاجامی اورشرح حکمۃ تک کتابیں پڑھیں۔قاضی صاحب کی طبیعت میں غصہ بہت تھا۔ایک دفعہ انہوں نے شرح حکمۃ میں کوئی سوال کیااورجب دوبارہ سوال کیاتووہ غصہ ہوئے اورکتاب بندکرکے فرمایاکہ جاؤکسی بڑے عالم کوڈھونڈو۔

حصول علم کاسفر: حصول علم کے لئے مردان میں آمد

اس کے بعدمیں مردان آگئے۔ حضرت مفتی فرید صاحبؒ کے والدمحترم حضرت مولاناحبیب اللہ صاحب (زروبئ صاحب حق صاحب)کے ہاں مردان میں تین سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔وہ جب مردان میں زروبئ صاحب حق صاحب کے پاس گیاتوانہوں نے مولاناحمداللہ جانؒ سے کہاکہ اپنے گھرمیں پوچھانہیں ہوگااس لئے اجازت نہیں دیتاکیوں کہ وہ ڈاگئی میں مولاناحمداللہ جانؒ کے اکابرکے ہاں بہت زیادہ رہے تھے اوریہاں سے علوم حاصل کی تھی۔انہوں نے کہا کہ نہیں میں اجازت سے آیاہوں۔ اس نے فرمایاکہ میرے ہاں توبالکل وقت نہیں صرف اتناوقت ہے کہ بس مسجد سے

---

[11] ایضاً

[12] یارحسین تحصیل رزڑ ضلع صوابی، خیبر پختونخوا، پاکستان میں واقع ہے۔یہ گاؤں ضلع صوابی کے شمال مشرقی حصے میں واقع ہے اور یہاں کی مقامی زندگی، ثقافت اور مذہبی روایات بہت اہم ہیں۔یارحسین کے علاقے میں زراعت اور مقامی کاروبار اہم اقتصادی سرگرمیوں میں شامل ہیں، اور یہاں کی عوام اپنی مذہبی اور ثقافتی شناخت پر فخر کرتے ہیں۔

[13] مولاناشمس الحق ناصر، **میرے استاد محترم شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولاناحمداللہ جان**، ص:26

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

گھرتک جانے کا۔انہوں نے کہاکہ اگرپڑھاتے ہوتوٹھیک ورنہ میں گھرواپس جاتانہیں یاچکے سرجاؤں گایامارتونگ ،پھراس نے مجھے ملا حسن شروع کیا۔اورراستے پہ جاتے جاتے پڑھاتے۔کبھی راستے میں بھینس حائل ہوتے کبھی اورجانور کبھی راستے میں ''ڈھیران ''(غلاظت کاڈھیر)آتا۔پھرمیرزاہد،ملاجلال شروع کیا۔میں نے کہاکہ مجھے بہت مشکل ہے کبھی میرزاہدنکالوں توکبھی ملاحسن ۔اگربیٹھے ہوئے پڑھائے تواچھا۔وہ پہلے توغصہ ہوئے تاہم پھرشروع کیا۔اس کے علاوہ مختصر،مطول ،صدرا،قاضی ، حمداللہ ،ھدایہ آخرین ،جلالین دس پارے۔یہاں پرانہوں نے تین سال گزارے۔تین سال جب پورے ہوئے تومولاناحمداللہ جان نے طلباء حضرت جی باباگئے۔ وہاں پردودوپارے تلاوت کرکے ختم القرآن کیا۔شہرسے ایک سفیدریش آیااوراپنے ہاں جال مار(مچھلی پکڑنے والا)دنبالے آیاتھا۔اس نے کہاکہ باباکے اصل مہمان توآپ لوگ ہیں یہاں پرکچھ ٹھہرے تاکہ کھاناکھائیں ہم نے معذرت کی کہ ہم درس کیلئے جاتے ہیں پھراس نے ہمیں دس دس روپیہ دیے ۔اس وقت دس روپے بہت قیمتی ہوتے یہاں سے ہم جہانگیرہ آگئے۔جہانگیرہ میں اس وقت دوقسم کے لوگ ہواکرتے تھے ایک پشتووالے اوردوسرے ہندکووالے۔ہم نے پشتووالوں کے ہاں رات بسرکی کیوں کہ رات بہت دیرہوئی تھی ۔لوگوں نے پیازاورروٹی لائی۔میرے سرمیں دردتھااس لئے لیٹاہواتھااورطلبہ نے کھانے شروع کیامیں ہنس پڑا۔انھوں نے کہاکہ کیوں؟ میں نے کہاکہ آپ کے کھانے پرہنسی آئی۔رات گزرنے کے بعد صبح سویرے ہم واپس آئے۔ہماراایک تین سال سے قریبی دوست تھاوہ آیااورکہاکہ مردان نہیں جاتے میں نے کہاکہ کس لئے ؟میں تواب مردان سے آیااس نے کہاکہ اگرباعث پیش آئے؟ میں نے کہاکہ کیساباعث؟پھراس نے واقعہ سنایاکہ صاحب حق صاحب ناراض ہوا۔کسی نے اسے آپ کے بابت کہاہے کہ سبق میں ایک جگہ آیاتواس نے کہاکہ مردان کے علماء بھی مہمل ہیں اوراسباق بھی۔میرے ساتھ بہت فکرہوئی پھرہمارے کپڑے بھی ترتھے۔سخت گرمی کاموسم تھا۔کپڑے خشک ہوئے بدن پرہم مردان پہنچے۔صاحب حق صاحب جہاں درس دیتے تھے اس کو''درس جومات ''کہاجاتا۔وہاں گئے حضرت بیٹھے تھے میں نے مصافحہ کیامگراس کی طبیعت کچھ ملال تھی ،میں نے کہاکہ حضرت !کیوں آپ کومیرے متعلق کسی نے کچھ کہاہے ؟اس نے فرمایاکہ ہم خفہ نہیں ہوتے مگرکسی کے کہنے سے توخفہ ہوجاتے ہیں۔میں نے کہاکہ اگرکوئی بات کہے اس کی تحقیق کرنی چاہئے۔اس پرحضرت کی طبیعت کچھ اچھاہوا،میں نے رات وہاں گزاری جب مسجدگیاطلبہ وہاں جمع ہوئے ، متہم نے مجھے دیکھا(اوریہ چغلی اس نے ہی کی تھی)توکہاکہ صاحب حق صاحب میں ایک دعاکیلئے جاتاہوں۔میں نے کہاکہ صبرکرو!دعاکیلئے پھرجاؤگے۔اس نے کہاکہ ہمارے ساتھ کیابحث وتکرارکرتے ہو۔میں نے کہاکہ آپ لوگوں کودکادے کرجہنم رسیدکرتے ہواورآپ سے نہیں پوچھے گااورکہاکہ وہ شخص مجھے دیکھاؤجس نے آپ کویہ بات کہی ہے میرے ساتھ جاؤکرایہ میں دوں گاپھرحضرت درمیان میں حائل ہوئے۔دوسرے رات بھی میں نے وہاں گزاری صبح جب حضرت نے دیکھاتوفرمایاکہ آپ ابھی تک یہاں ہواورگئے نہیں؟میں نے کہاکہ جب ہی آپ کی تسلی اوراطمینان

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ہوجائے۔متہم نے کہاکہ یہ میرے ساتھ تفریعات میں باتیں کرتے تھے اس سے حضرت بہت خفہ ہوئے اوروہاں پردرس چھوڑ دی۔حضرت کی تنخواہ ماہانہ یہاں صرف متہم نے کہاکہ ہم سے فائدہ لیااور مہمل کہتے ہو؟میں نے کہاکہ آپ سے کیافائدہ لیا؟یہ تومیدان اورریت ہے فائدہ توصاحب حق صاحب سے لیااوران سے ہمارے آباؤاجدادکے وقت سے تعلق ہے۔مردان میں سبق پڑھنے کے دورمیں وہاں پر بجلی نہیں ہوتی لالٹین کی روشنی میں سبق پڑھتے۔یہاں پر15روپے تھی طلبہ نے مشورہ کیاکہ 15روپے ہم دیں گے پھروہاں سے حضرت دوسری مسجد منتقل ہوئے اوربقایااسباق وہاں پوراکئے۔شیخین شاہ منصورساتھ سے اپنے ناموں سے نہیں بلکہ مشرصوفی صاحب اورکشرصوفی صاحب سے پہچانے جاتے تھے ہم آپس میں تکرار کرتے تھے یہاں پرحضرات شیخین کریمین (شاہ منصور)ان کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے رہے۔اس وقت حضرت مفتی فریدؒابتدائی کتب پڑھ رہے تھے جبکہ ان کے بڑے بھائی مولانازاہدؒحضرت باباجی کے ہم عمرتھے۔مردان میں حضرت ڈاگئی باباجیؒ اورحضرات شیخین جلالین دس پارے ،ہدایہ ،قاضی ،حمداللہ،صدرا،مطول اورمختصرالمعانی کی تکرارکرتے ۔اس کے بعدحضرت باباجیؒ نے شہرہ آفاق عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبندکارخ کیا۔دارالعلوم دیوبنداور مظاہرالعلوم سہارنپور جنہیں ”توأمین فی العلم “کہاجاتاہے اس وقت یکساں طورپرمقبول تھے اوران دونوں درسگاہوں کے فضلاء اوراکابرین علماء دیوبندکے نام سے یادکئے جاتے ہیں۔[14]

ہندوستان(سہارنپور)روانگی(دارالعلوم سہارنپور میں قیام):

زروبئ صاحب حق صاحب کے ساتھ تکملہ کرنے کے بعد میں نے ہندوستان جانے کاارادہ کیا۔اس وقت ہندوستان اعلیٰ دینی تعلیم کیلئے مشہور تھا۔ہندوستان میں کئی دینی درسگاہیں تھیں جن میں دارالعلوم دیوبنداوردارالعلوم مظاہرالعلوم سہارنپور بہت مشہور تھے۔اس وقت دارالعلوم دیوبند میں شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ ، شیخ الادب مولانااعزاز علیؒ، مولاناعبدالحق کاکاخیل ،اورکچھ دنوں کیلئے بانی دارالعلوم حقانیہ عبدالحق صاحبؒ بھی بلایاگیاتھاجبکہ مظاہرالعلوم سہارنپورمیں برکۃ العصرریحانۃ الھند شیخ الحدیث مولانامحمد زکریاؒ،مولاناعبداللطیفؒ اورمولاناعبدالرحمان کامل پوریؒ جیسے حضرات تھے ۔میں نے شیخ الحدیث مولانامحمدزکریاؒکی وجہ سے مظاہرالعلوم کارخ کیا۔مظاہرالعلوم اوردیوبند کواس وقت توأمین فی العلم کہاجاتاتھا۔مظاہرالعلوم کابنیاددیوبندسے چھ ماہ بعدرکھاگیا۔دونوں کے علماءحضرات کودیوبندی تصور کیاجاتاتھا۔

دارالعلوم سہارنپور میں آپ کے اساتذہ کرام:

1944ء میں سہارنپور کاسفراختیار کیااوروہاں تین سال تک رہے۔وہاں پرحضرت باباجیؒ نے مندرجہ ذیل اساتذہ کرام سے شرف تلمذحاصل کیا۔

[14]مولاناشمس الحق ناصر،**میرے استاد محترم شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولاناحمداللہ جان**،ص:30

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

(ا) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ۔ مولانا سعد اللہ رام پوریؒ۔ مولانا منظور احمد صاحب۔ مولانا صدیق احمد کشمیری صاحب۔ مولانا ذبیح الحق صاحبؒ۔ مولانا اسد اللہ صاحبؒ۔

مولانا عبدالشکور صاحبؒ۔ مولانا عبدالرحمان کامل پوری صاحبؒ۔

ترجمہ اور تفسیر مہتمم مظاہر العلوم سہارنپور حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ سے پڑھی اور بخاری شریف شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ سے پڑھی۔

نجی زندگی :

حضرت ڈاگئی باباجیؒ نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی کا تعلق نوے کلے (موجودہ کرنل شیر کلے) سے تھا اور وہ مولانا عبدالمنان صاحب کی صاحبزادی تھیں، جبکہ دوسری کا تعلق شیرہ غنڈ گاؤں سے تھا۔ پہلی بیوی کو "بی بی" اور دوسری کو "مور" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ دونوں کا انتقال ہو چکا ہے۔

پہلی بیوی کا انتقال 30 جنوری 2007ء کو ہوا اور نماز جنازہ اگلے روز 31 جنوری کو حضرت باباجیؒ نے خود پڑھائی، جس میں علاقائی شخصیات نے شرکت کی۔

دوسری بیوی کا انتقال 22 مئی 2014ء کی رات کو ہوا اور نماز جنازہ اسی دن سہ پہر کو حضرت باباجیؒ کے گھر کے سامنے ادا کی گئی، جس میں علما، سیاسی شخصیات اور عوام کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔

مولانا حمد اللہ جانؒ کی اولاد

(ا) پرنسپل فضل اللہ کلیمؒ (2) مولانا لطف اللہ جان صادق (3) ڈاکٹر انعام اللہ جان (4) اشفاق اللہ خان

چار صاحبزادوں میں پرنسپل صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔[15]

مبحث دوم: مولانا حمد اللہ جانؒ کے علمی خدمات

مولانا حمد اللہ جان داجوی ایک جید عالم دین اور بلند پایہ مدرس تھے، جن کا تعلق خیبر پختونخوا کے ضلع صوابی کے علاقے ڈاگئی سے تھا۔ آپ نے اپنی زندگی اسلام کی تعلیم و تربیت اور علم دین کے فروغ کے لیے وقف کر دی۔ آپ کی شخصیت اور علمی مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے تیس سال تک دورہ حدیث پڑھایا اور صحاح ستہ یعنی حدیث کی چھ اہم کتابوں کی تدریس خود فرماتے تھے۔

حدیث کی تدریس:

مولانا داجوی کی سب سے نمایاں علمی خدمت حدیث کی تدریس تھی۔ آپ نے مستقل بنیادوں پر تیس سال تک دورہ

[15] مولانا شمس الحق ناصر، میرے استاد محترم شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولانا حمد اللہ جانؒ (یار حسین: شمسی دواخانہ گھڑی لار، فروری: 2021ء) ص: 23

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

حدیث پڑھایا، اور اس دوران صحاح ستہ کی کتابیں جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی، اور سنن ابن ماجہ کی شرح و تدریس کی۔ان کی تدریس کا انداز بہت جامع اور مؤثر تھا، جس کے ذریعے انہوں نے ہزاروں طلباء کو علم حدیث میں مہارت عطا کی۔

مولانا حمد اللہ جان داجوی کے درسِ حدیث کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

i. **تسلسل اور استقامت:** مولانا داجوی نے تیس سال تک مسلسل حدیث کا درس دیا، جس سے ان کے عزم اور استقامت کا اندازہ ہوتا ہے۔اس طویل عرصے تک مستقل طور پر طلبہ کو علم حدیث سے مستفید کرنا ان کی محنت اور خدمتِ دین کی نمایاں علامت ہے۔

ii. **صحاح ستہ کی تدریس:** آپ نے حدیث کی مشہور چھ کتب، یعنی صحاح ستہ کی شرح اور تدریس کی۔ان کتب کی تدریس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو حدیث کے مختلف پہلوؤں پر گہرا علم اور فہم حاصل تھا۔

iii. **جامع اور مؤثر انداز:** مولانا داجوی کا تدریسی انداز جامع اور مؤثر تھا۔آپ نے نہایت مؤثر طریقے سے حدیث کی تعلیم دی اور اپنے طلباء کو علم حدیث میں مہارت عطا کی۔ان کی تدریس کا جامع ہونا طلباء کو حدیث کے پیچیدہ موضوعات کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتا تھا۔

iv. **ہزاروں شاگردوں کی تربیت:** مولانا کے درس حدیث سے ہزاروں طلباء نے استفادہ کیا، جنہیں آپ نے حدیث کے علم میں مہارت عطا کی۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی تدریس وسیع پیمانے پر موثر اور قابل قبول تھی۔

v. **شرح و تفصیل کا اہتمام:** مولانا داجوی کی تدریس میں حدیث کے مفہوم کو نہایت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا تھا، تاکہ طلبہ حدیث کی تعلیمات کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اور ان کے عملی پہلوؤں پر غور کر سکیں۔

دورہ تفسیر القرآن:

مولانا ہر سال شعبان اور رمضان کے مہینوں میں دورہ تفسیر القرآن بھی کراتے تھے، جس میں قرآن مجید کی جامع تفسیر اور اس کے معانی و مفاہیم پر روشنی ڈالتے تھے۔ان کا طریقہ تدریس قرآنی علوم میں گہرے فہم و ادراک کا عکاس تھا، اور اس دورہ میں شامل ہونے والے طلبہ قرآن کی گہری تفہیم حاصل کرتے تھے۔

درس نظامی کی تدریس:

مولانا حمد اللہ جان داجوی کو درس نظامی کے تمام علوم و فنون میں مہارت حاصل تھی۔آپ نے درس نظامی کی تمام کتب کی تدریس کا بیڑا اٹھایا اور انہیں اپنے مدرسے کے طلباء کو پڑھایا۔ان میں فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، ادب اور

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

نحو و صرف کی کتابیں شامل تھیں۔آپ نے ان علوم کو اس طرح سکھایا کہ طلبہ میں تحقیق اور اجتہادی صلاحیتیں پیدا ہو سکیں۔

منطق میں عبور:

مولانا داجوی کو خاص طور پر علم منطق میں گہری دسترس حاصل تھی۔آپ نے منطق کے اصول و قواعد کو نہایت سادہ اور آسان انداز میں بیان کیا، تاکہ طلبہ اس علم کو نہ صرف سمجھ سکیں بلکہ اسے عملی زندگی میں بھی استعمال کر سکیں۔ان کی تدریس میں فلسفیانہ مباحث کا بھی احاطہ ہوتا تھا، جو طلباء کو فکری طور پر مضبوط بناتا تھا۔

تصنیف و تالیف:

مولانا داجوی نے تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف کا بھی بھرپور کام کیا۔آپ نے کئی اہم دینی کتابیں تحریر کیں، جن میں سے کچھ کا موضوع قرآن و حدیث کی تفہیم تھا جبکہ دیگر میں فقہی و اجتہادی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔آپ کی کتابیں علمی دنیا میں نہایت مقبول ہیں اور انہیں مختلف دینی مدارس میں بطور نصاب بھی پڑھایا جاتا ہے۔

علمی مدرسہ کا قیام:

مولانا داجوی نے علم دین کی ترویج کے لیے اپنا ایک مدرسہ قائم کیا جہاں انہوں نے دینی علوم کی تدریس کا باقاعدہ نظام متعارف کرایا۔یہ مدرسہ آج بھی مولانا کے افکار و تعلیمات کی روشنی میں کام کر رہا ہے اور علم دین کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

شاگردوں کی تربیت:

مولانا داجوی کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے، جن میں سے کئی نامور علماء، مفتیان اور مدرسین بنے۔ان کی علمی صلاحیتوں اور خلوص کا نتیجہ تھا کہ ان کے شاگرد دنیا کے مختلف حصوں میں دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ان شاگردوں نے نہ صرف ان کے علم کو آگے پہنچایا بلکہ ان کے افکار کو بھی زندہ رکھا۔

مولاناحمداللہ جانؒ کے شاگرد

مولاناحمداللہ جانؒ کے شاگردویسے توہزاروں کی تعداد میں ہیں لیکن یہاں پران میں چند مشہور شاگردوں کے نام مذکورہیں۔

شیخ الحدیث مولاناعبدالرحمن خلفیؔ صاحب پشاور۔

شیخ الادب مولاناروح الامین صاحب ترکئ(صوابی)۔

شیخ نجم الدین صاحب اف خیرآبادمردان۔

شیخ الحدیث مولاناعزیزاللہ جان صاحب ہری پور۔

شیخ الحدیث مولانافخرالاسلام صاحب چارسدہ۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ماہرفنون مولانامحمدیعقوب صاحبؒ ڈنڈوقہ (صوابی)۔

حافظ فضل منان صاحب مانیری (صوابی)۔

ماہرفنون شیخ الحدیث مولانانوالامین صاحب ترین آبادیارحسین (صوابی)۔

شیخ الحدیث مولاناعطاء الرحمن شیر درہ۔

شیخ الحدیث مولاناعبدالہادی گندف۔

علامہ سید قریشؒ اور قاضی محمدامینؒ شیخ الحدیث پشاور۔

مولاناتیمورشاہ بلوچستان۔

شیخ طریقت مولاناامین اللہ مظہری افغانستان۔

مولاناعبدالرازق صاحب [گورنرافغانستان]۔

مولاناحکیم مظہری افغانستان۔

مولوی نورمحمدثاقب [سابقہ چیف جسٹس افغانستان وموجودہ تعلیم وتربیت سرپرست]۔

شیخ رحیم اللہ حقانی۔

مفتی ذاکرالحسن نعمانی صاحب۔

مولوی میرسیدصاحب بخشالی۔

مولوی عبدالعلی دیوبندی۔

مفتی شاہ جان صاحب دبئی۔

مولاناباچاخان صاحب مانیری۔

شیخ محبوب سلطان صاحب شاہ منصوری۔

شیخ عبدالعزیزنورستانی افغانستان[اہل حدیث]۔

شیخ الحدیث مولاناعبیداللہ صاحب نہرکاریزی۔

شیخ الحدیث مولاناعبدالغنی صاحب۔

شیخ الحدیث مولانافضل ماجدصاحب بلوچستان۔

پیرطریقت قاری بشیراحمدصاحب اورمولاناعبدالصمد(فرزندان پیرسباق باباجیؒ)۔

شیخ قاضی محمدامین یارحسین۔

شیخ سیدقریش بابایارحسین۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

شیخ عبدالہادی [گندف]۔

مولاناعبدالرازق صاحب مردانوی۔

مولاناعبدالرشیدصاحب شینواری۔

شیخ الحدیث مولاناعنایت اللہ صاحب ڈاگئی۔

مولاناحکیم منفرق شاہ صاحب ڈاگئی۔

مولانانواب شاہ صاحب سوڈھیر۔

شیخ الحدیث اسداللہ مظہری الداجوی۔

مولاناہارون حنفی ڈنڈوقہ (صوابی)۔(مؤلف)

مولاناومفتی زین اللہ المظہری آلادینوی۔[16]

خلوص اور تقویٰ:

مولانا داجوی کی شخصیت کا ایک اہم پہلو ان کا تقویٰ اور اخلاص تھا۔آپ نے ہمیشہ علم دین کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور اس راستے میں کسی قسم کی دنیاوی منفعت یا شہرت کی تمنا نہیں رکھی۔آپ کا خلوص اور تقویٰ ان کی تدریس میں بھی جھلکتا تھا، جس سے طلباء کی علمی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کی روحانی تربیت بھی ہوتی تھی۔

علمی میراث:

مولانا حمد اللہ جان داجوی کی علمی خدمات اور تدریس کی وراثت آج بھی زندہ ہے۔ان کے شاگرد اور ادارے آپ کے علمی کارناموں کو آگے بڑھا رہے ہیں اور آپ کی تعلیمات کو عام کر رہے ہیں۔مولانا کی شخصیت اور علمی خدمات ہمیشہ دینی حلقوں میں ایک روشنی کا مینار رہیں گی۔مولانا حمد اللہ جان داجوی کی زندگی اور خدمات اسلامی علوم کی ترویج اور مسلمانوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے ایک روشن مثال ہیں۔

مولاناحمداللہ جان کامناظرہ

شیخ حمد اللہ جان ڈاگئیؒ اور شیخ عبد السلام رستمیؒ کے درمیان دعا بعد السنۃ کے موضوع پر ہونے والا مناظرہ، اسلامی عقائد اور مسلکی مسائل کے حوالے سے ایک اہم علمی مکالمہ تھا۔یہ مناظرہ اس وقت کی صورتحال میں پیدا ہونے والے مسلکی اختلافات کو زیر بحث لانے کے لیے ایک اہم واقعہ سمجھا جاتا ہے۔دعا بعد السنۃ کے مسئلے پر دونوں علمائے کرام نے اپنے اپنے دلائل پیش کیے اور اپنی فہم کے مطابق صحیح اسلامی تعلیمات کی وضاحت کی۔

[16] مولاناشمس الحق ناصر، میرے استاد محترم شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولاناحمداللہ جان، ص:23

مناظرے کا بنیادی مسئلہ نماز کے بعد دعا کرنے کا تھا، جسے مختلف مسالک مختلف طریقوں سے سمجھتے ہیں۔شیخ عبد السلام رستمیؒ نے نماز کے بعد دعا کو سنت مؤکدہ کے طور پر پیش کیا، اور ان کی رائے تھی کہ رسول اللہﷺ نے اپنی زندگی میں ہمیشہ نماز کے بعد دعا کی اور صحابہ کرام بھی اس سنت کو زندہ رکھتے تھے۔اس بنیاد پر وہ دعا بعد السنۃ کو لازمی جز قرار دیتے تھے۔

شیخ حمد اللہ جانؒ نے اپنے دلائل میں زور دیا کہ نماز کے بعد دعا کرنا نفل عبادات میں شامل ہے اور یہ فرض یا واجب نہیں۔ان کا موقف تھا کہ دعا بعد السنۃ کا ذکر بہت سے حدیثوں میں پایا جاتا ہے، لیکن اس کی مطلق پابندی کا کوئی ٹھوس حکم نہیں ہے۔ان کا یہ استدلال تھا کہ نماز کے بعد دعا کرنے یا نہ کرنے کا مسئلہ اجتہادی ہے اور اس پر مختلف رائے قائم کی جا سکتی ہے۔

مناظرے کے دوران دونوں علمائے کرام نے قرآن اور احادیث سے اپنے دلائل پیش کیے، جس کی وجہ سے مناظرہ علمی اعتبار سے بہت گہرائی کا حامل تھا۔ان کے دلائل میں حدیث کی مختلف تشریحات اور فقہی اصولوں کا گہرا مطالعہ شامل تھا۔دونوں کے دلائل نے اسلامی عقائد اور عبادات پر علمی مباحثے کی روایت کو مضبوط کیا اور عوام الناس کو فقہی مسائل پر غور و فکر کرنے کی راہ دکھائی۔اس مناظرے کا ایک اہم نتیجہ یہ تھا کہ دونوں علمائے کرام کے درمیان علمی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ احترام کا برتاؤ کیا گیا، جو اسلامی علمی مکالمے کی ایک خوبصورت مثال ہے۔[17]

مبحث سوم: سیاسی واصلاحی سرگرمیاں

حضرت باباجیؒ نے 1948ء میں جمعیت علماء اسلام میں شامل ہوئے ،جماعت کے مرکزی شوریٰ کے رکن ،ضلعی سرپرست اعلیٰ اورمرکزی رہنما بھی رہے۔جمعیت علماء اسلام کے بڑے سے بڑے اورچھوٹے چھوٹے جلسے میں شرکت کی ۔اگرایک دوران میں اپنے سائیکل پرجلسوں میں شرکت کی بلکہ اپناانتخابی مہم بھی سائیکل پرچلائی۔توضعف اورعلالت کے دورمیں گاڑی میں آکربھی جلسوں میں شرکت کی اورعوام کوعلماء کے ساتھ دینے اورجمعیت علماء اسلام میں شامل ہونے کی ترغیب دلاتے تھے۔مولاناحمداللہ جانؒ نےدومرتبہ الیکشن میں حصہ لیااورایم این اے کے سیٹ کے لیے الیکشن لڑی لیکن دونوں مرتبہ شکست کاسامناکرناپڑا۔

[17] محمد قاسم، عظیم زئی ادینوی،تذکرہ علماء رزڑ،ص:45

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

1970ء میں حضرت مولانامفتی محمودؒ[18] کی قیادت میں جب جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاست میں حصہ لیااورANP[19] کے ایک مضبوط امیدوارامیرزادہ خان کے ساتھ کانٹے دارمقابلہ کیاتاہم ناکارہے۔سیفورخان باباکے ساتھ سیٹ ایڈجسٹمنٹ کرنے کامنصوبہJUI[20] نے کیاتھالیکن انہوں نے انکارکرکے کہا"ماچرتہ پہ اکوڑوکی ہم بیلادنہ دی کڑی"۔جب ہارگیاتوکہاکہ آپ مجھے بھارت میں میں الیکشن لڑنے کھڑاکیاتھا۔ان کی سیاسی خدمات نہ صرف ان کے مذہبی علم و فضل کے لیے بلکہ ان کی عوامی رہنمائی اور قوم کی خدمت کے لیے بھی معروف ہیں۔وہ پختون معاشرے کے حوالے سے خاصا اثر و رسوخ رکھتے تھے، اور ان کی سیاسی سرگرمیاں بنیادی طور پر اسلامی اصولوں کی روشنی میں تھیں۔

شیخ حمد اللہ جان نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں مذہبی تعلیمات کے فروغ اور اسلامی معاشرت کے قیام کے لیے جدو جہد شروع کی۔ان کی سیاست کا محور اسلامی تعلیمات کا فروغ اور پختون معاشرت کی اصلاح تھا۔وہ ہمیشہ اسلامی

[18] مولانا مفتی محمود (1919-1980) پاکستان کے ایک مشہور اسلامی سکالر، مذہبی رہنما، اور سیاستدان تھے۔انہوں نے اسلامی تعلیمات کے فروغ اور ملک میں اسلامی اصولوں کے نفاذ کے لیے اہم کردار ادا کیا۔مولانا مفتی محمود نے 1956ء میں جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی اور اس کے صدر کے طور پر خدمات انجام دیں۔وہ تعلیمی اور دینی اصلاحات میں بھی سرگرم رہے، اور پاکستان کے اسلامی مسائل پر مؤثر نقطہ نظر پیش کیا۔ان کی سیاسی جدوجہد اور رہنمائی نے جمعیت علماء اسلام کو پاکستانی سیاست میں ایک مضبوط مقام دلایا، اور ان کی مذہبی اور سماجی خدمات آج بھی انہیں ایک معزز مقام عطا کرتی ہیں۔(عبدالحکیم اکبری ،**مفتی اعظم مولانا مفتی محمود کی علمی،دینی اور سیاسی خدمات**(ڈیرہ اسماعیل خان:مکتبہ حمیدیہ)صفحہ 244-264)

[19] عوامی نیشنل پارٹی (اے این پی) پاکستان کی ایک قوم پرست سیاسی جماعت ہے جس کی جڑیں پشتون قوم پرستی میں پیوست ہیں۔اس جماعت کا قیام 1986ء میں ہوا اور یہ خان عبدالغفار خان (باچا خان) کی عدم تشدد کی سیاست اور اس کے بیٹے خان عبدالولی خان کے نظریات پر مبنی ہے۔اے این پی بنیادی طور پر خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں پشتون عوام کے حقوق، سماجی انصاف، اور علاقائی خودمختاری کے لیے سرگرم عمل ہے۔جماعت کا سیاسی ایجنڈا سیکولر ازم، جمہوریت، اور وفاق کی حمایت پر مبنی ہے، اور یہ ہمیشہ سے ملک میں جمہوری اقدار اور عوامی حقوق کے لیے آواز بلند کرتی رہی ہے۔

[20] جمعیت علماء اسلام (JUI) پاکستان کی ایک اہم مذہبی اور سیاسی جماعت ہے جس کی بنیاد 1956ء میں مولانا فضل الرحمن نے رکھی۔اس جماعت کا مقصد اسلامی اقدار کو فروغ دینا اور ملک میں شریعت کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔جمعیت علماء اسلام مذہبی تعلیمات، اسلامی قانون، اور سیاسی اصلاحات کے میدان میں فعال کردار ادا کرتی ہے۔اس جماعت نے کئی بار پارلیمنٹ میں نمائندگی حاصل کی ہے اور مختلف صوبائی و قومی انتخابات میں حصہ لیا ہے، جہاں اس نے اسلامی معاشرتی اقدار کے تحفظ اور فروغ کے لیے اپنی پالیسیوں کو پیش کیا ہے۔

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

حکومت کے قیام اور اسلامی اصولوں پر مبنی نظام کے حامی رہے۔ان کی سیاست کا بنیادی مقصد اسلامی حکومت کے تحت عدل و انصاف کی فراہمی اور اسلامی معاشرتی اقدار کا احیا تھا۔

شیخ حمد اللہ جان نے سیاسی میدان میں عملی قدم اٹھاتے ہوئے جماعت اسلامی کے پلیٹ فارم سے سیاست میں حصہ لیا۔انہوں نے جماعت اسلامی کے مقاصد کے تحت اسلامی نظام کے نفاذ اور اسلامی قوانین کی ترویج کے لیے بھرپور جدو جہد کی۔ان کی قیادت میں جماعت نے عوامی مسائل کو اسلامی تناظر میں حل کرنے کی کوششیں کیں۔

شیخ حمد اللہ جان کی سیاست کا اہم پہلو ان کی تعلیمی خدمات کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔انہوں نے ہمیشہ سیاست کو تعلیم کے ساتھ جوڑتے ہوئے عوام کی تربیت اور شعور کو بیدار کرنے پر زور دیا۔ان کا ماننا تھا کہ ایک صحیح اسلامی حکومت کا قیام عوام کی تعلیم و تربیت کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے وہ ہمیشہ تعلیم کو سیاست کا بنیادی حصہ سمجھتے تھے۔

شیخ حمد اللہ جان نے سیاسی تحریکوں کے ساتھ ساتھ معاشرتی اصلاحات کے لیے بھی کام کیا۔انہوں نے سیاسی تقاریر کے ذریعے عوام کو اسلامی نظام اور اس کے فوائد کے بارے میں آگاہ کیا۔ان کا ماننا تھا کہ سیاسی استحکام اسلامی اصولوں کے نفاذ کے ذریعے ہی ممکن ہے۔اس سلسلے میں انہوں نے کئی اصلاحی تحریکوں کی قیادت کی جو معاشرتی مسائل کے حل کے لیے اہم تھیں۔

شیخ حمد اللہ جان کی سیاسی خدمات کا اثر نہ صرف مقامی سطح پر بلکہ قومی سطح پر بھی محسوس کیا گیا۔ان کی سیاسی بصیرت اور اسلامی نظریات کی ترویج کے لیے کی جانے والی کوششیں آج بھی یاد کی جاتی ہیں۔ان کی خدمات کا اعتراف مختلف حلقوں میں کیا جاتا ہے، اور ان کی جدو جہد کو ایک مثالی نمونہ سمجھا جاتا ہے۔

شیخ حمد اللہ جان کی سیاسی زندگی اسلامی تعلیمات کے فروغ اور ایک عادلانہ اسلامی ریاست کے قیام کی جدو جہد پر مبنی تھی، جس میں انہوں نے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کیں۔

دوسری مرتبہ 1988ء میں عوامی جمہوری اتحاد (آئی جے آئی) کی پلیٹ فارم سے اے این پی کے عبدالخالق کے خلاف الیکشن لڑی لیکن اس میں بھی ناکامی ہوئی۔[21]

اصلاحی سرگرمیاں:

مولاناؒ نے علمی خدمات کے ساتھ ساتھ اصلاحی میدان میں بھی اہم کردار ادا کیا۔آپ نے مسلمانوں کے اندر فکری اصلاح اور دینی شعور کو بیدار کرنے کے لیے کئی اصلاحی تحریکات چلائیں۔آپ کے خطبات اور دروس میں ہمیشہ عملی زندگی میں دین کی تطبیق پر زور دیا جاتا تھا۔

[21] محمد قاسم، عظیم زئی ادینوی، **تذکرہ علماء رزڑ**، ص:45

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

خلاصہ بحث:

مولانا حمداللہ جان ڈاگئیؒ کی شخصیت علمی، اصلاحی اور سیاسی میدانوں میں ہمہ جہت خدمات کی آئینہ دار تھی۔ان کی سوانح عمری سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف ایک جید عالم دین تھے بلکہ معاشرتی اصلاح اور دیانت دار قیادت کے عملی نمونہ بھی تھے۔ان کی علمی بصیرت، تدریسی خدمات، اصلاحی خطابات اور سیاسی جدوجہد نے معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ان کی زندگی نئی نسل کے لیے ایک عملی درسگاہ ہے جو علم، اخلاص، تقویٰ اور قومی شعور سے بھرپور ہے۔

تجاویز وسفارشات:

(1)مولانا حمداللہ جان ڈاگئیؒ کی غیر مطبوعہ تقاریر، دروس اور خطوط کو جمع کر کے مرتب کیا جائے تاکہ ان کی فکری جہات محفوظ ہو سکیں۔

(2)ان کی علمی خدمات کا تقابلی مطالعہ معاصر علمائے کرام اور مصلحین کے ساتھ کیا جائے تاکہ ان کے امتیازات نمایاں ہوں۔

(3)ان کے افکار کو قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیاتی انداز میں پیش کیا جائے تاکہ مضمون محض سوانحی نہ رہے بلکہ فکری تحقیق کا درجہ حاصل کرے۔

(4)خطبات ودروس کی ڈیجیٹل آرکائیونگ (آڈیو/ویڈیو) کا اہتمام کیا جائے تاکہ دعوتی دائرہ وسیع ہو۔

(5)ان کی خدمات پر سیمینارز، کانفرنسز اور یادگاری مجلہ شائع کیا جائے۔